Fikr-o-Nasar (Islamabad) 34:2 (1996)

کتب خانہ خیریہ☆ پشاور کے مخطوطات

عارف نوشاہی☆☆

زیر نظر مقالے میں ان تمام مخطوطات کی مجمل فہرست پیش کی جا رہی ہے جو ستمبر ۱۹۹۵ء تک کتب خانہ خیریہ محلّہ مرشد آباد شریف، پشاور میں جمع ہو چکے تھے۔ صاحب کتب خانہ ابوالخیر پیر عبداللہ جان مجددی نے یہ مخطوطات مختلف کتب فروشوں اور اصحاب علم کے ذریعے خریدے ہیں۔ ان میں سے بعض نسخے راقم السطور نے کئی سال پہلے محمد اقبال مجددی صاحب (لاہور) کی تحویل میں دیکھے تھے جن کی رپورٹ فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان تالیف احمد منزوی شائع کردہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد (تیرہ جلدوں) میں شائع ہو چکی ہے۔ مجددی صاحب کا اس وقت خیال تھا کہ وہ یہ نسخے اپنے لیے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے مگر بوجوہ ایسا نہیں ہو سکا، لہٰذا اب انہوں نے یہ نسخے کتب خانہ خیریہ کو فراہم کر دیے ہیں۔ ہم نے ایسے تمام نسخوں کی تفصیل سے گریز کیا ہے اور فہرست مشترک کے حوالے پر اکتفا کیا ہے۔

اس فہرست میں صوفیا کے بعض اہم تذکروں کا تعارف شامل ہے جن پر ابھی تک کام نہیں ہوا۔ امید ہے محققین آگے آئیں گے اور اس ذخیرے سے استفادہ کریں گے۔ میں صاحب کتابخانہ کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے فراخ دلی سے مجھے ان مخطوطات کی فہرست تیار کرنے کا موقع عطا فرمایا۔

☆ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے ایک بزرگ ابوالخیر محمد عبداللہ خان مجددی پشاور میں "مرشد آباد" کے مقام پر ظاہری و باطنی علوم کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہیں۔ موصوف کا کتب خانہ ان کے علمی ذوق کا آئینہ دار ہے، اور انہی کی کنیت سے منسوب "کتب خانہ خیریہ" کے نام سے موسوم ہے۔

☆☆ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

قرآن کریم کا ایک عدیم النظیر نسخہ

ہم مقالے کا افتتاح قرآن الکریم کے دو پاروں (پہلا اور تیسواں) کے ایک ایسے نسخے کے تعارف سے کر رہے ہیں جو اپنی نوعیت میں عدیم النظیر ہے۔ اسے حضرت پیر محمد عبداللہ جان مدظلہ نے لاہور کے معروف خطاط خورشید گوہر قلم صاحب سے ۱۹۸۷ء میں لکھوایا۔ اس کا پہلا پارہ دربار عالیہ مرشد آباد شریف یعنی حضرت حاجی محمد جان نقشبندی مجددی المعروف حضرت بابا جی کے مزار اقدس پر رکھا ہے۔ (ا) اور پارہ عم کتب خانے کی زینت ہے جسے بنظر غائر دیکھنے کا موقع ملا۔ اس میں تین ہزار سات سو اسلامی رسم الخط استعمال کیے گئے ہیں۔ صرف بسم اللہ الرحمن الرحیم کو مختلف اسلامی ممالک میں رائج قدیم دیوانی رسم الخط کی آٹھ سو تیس اقسام میں لکھا گیا ہے۔ ہر ورق تقریباً جداگانہ رسم الخط میں ہے۔ ایک ورق پر گاہ صرف ایک آیت اور گاہ پوری سورہ تحریر کی گئی ہے۔ لکھائی کے لئے ۲۷ انچ x ۲۱ انچ تقطیع کا موٹا آرٹ کارڈ استعمال کیا گیا ہے۔ اس پارے کے ایک سو چوہتر اوراق ہیں۔ اس کی تصحیح یعنی پروف خوانی قاری غلام حسن الخیری نے کی ہے۔ دونوں پاروں کی جلد بندی میں بھی خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ لاہور کے نامور صحاف حاجی محمد بشیر انبالوی کے صحاف خانہ انبالہ میں اس نسخے کے شایان شان بے حد نظر نواز اور مضبوط جلد تیار کی گئی ہے۔

☆ امینیہ (فتاویٰ، فارسی، نثر)، شمارہ ۱۱، نستعلیق، بارہویں صدی، ناقص الاخر

اس کے مصنف محمد امین بن عبیداللہ مومن آبادی بخاری ہیں جو ایام جوانی میں بخارا کے فقہا کی خدمت کرتے رہے ہیں (مقدمہ) ۔ اسی مصنف نے سراجی کی شرح ۹۵۸ھ میں لکھی تھی۔

آغاز: یا دایما للفضل غنیا بتوفیق مجاھدک و یا باسطا لا یدینا لتمنیق۔

☆ انفع الوسائل (مناقب، فارسی، نظم)، شمارہ ۳۸

از شیخ احمد کشمیری ۔ وہی نسخہ مجددی ہے جو مشترک، جلد ۸ صفحہ ۱۳۹۳ پر مذکور ہوا ہے۔

☆ انیس الطالبین وعدۃ السالکین (مناقب، فارسی، نثر)، شمارہ ۴۶، نستعلیق، تیرہویں صدی ہجری، ۳۳۲ صفحات۔

صلاح بن مبارک بخاری کی یہ تصنیف خواجہ بہاء الدین نقشبند کے حالات و مقامات پر ہے۔ لاہور اور تہران سے چھپ چکی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: مشترک جلد ۱۱ صفحہ ۸۰۸۔

☆ بیان العارفین (تذکرہ، فارسی، نثر)، شمارہ ۳۲، نستعلیق، بقلم امیر علی نظامانی، بفرمائش میاں محمد صلاح، کاتب میاں سلامت کا مرید تھا، ۹ ربیع الثانی ۱۲۶۷ھ، ۲۰۴ صفحات۔

یہ تذکرہ محمد رضا بن عبدالواسع المعروف میر دریائی نے ۱۰۳۸ھ میں سید عبدالکریم متعلوی سندھی (۲۰ شعبان ۹۴۴ - ۷ ذی القعد ۱۰۳۲ھ) کے حالات و ملفوظات میں لکھا ہے متعلوی کے حالات کے لیے دیکھیے: دین محمد وفائی، تذکرہ مشاہیر سند، حیدر آباد، ۱۹۷۵ء، جلد ۲ صفحہ ۱۹۹، اس تذکرے میں سید عبدالکریم کی وفات سہوا ۱۰۲۳ھ چھپ گئی ہے اور دوسرے مخطوطہ کے لیے: مشترک ج ۳، ص ۱۳۲۵ھ،

ہمارا نسخہ ابتدا سے ناقص ہے اور باب سوم کی پہلی فصل کے اس جملے سے شروع ہوتا ہے "شیخ پتہ رحمہ اللہ علیہ کہ در آن موضع برقلہ کوھی مقام دارد" ۔ اس کتاب کا چوتھا باب سید عبدالکریم کے محبت و شوق و وجد و سماع کے بیان میں، پانچواں باب توحید اور اس کی بلند معنی مثالوں کے بیان میں، چھٹا باب عبدالکریم کی بیان کردہ متقدم اور متاخر انبیاء و اولیا کی حکایات کے بیان میں، اس باب کی تیسری فصل میں سندھ کے اولیا اور بزرگوں کی حکائتیں ہیں۔ ساتواں باب سید عبدالکریم کے تصرفات، خوارق عادات و برکات و کرامات اور خاتمہ کتاب ان کے ذکر وفات میں ہے۔

☆ تاریخ ماوراء النہر (فارسی، نثر)، شمارہ ۴۷، نستعلیق خفی، دسویں صدی ہجری، عنوانات سرخ یہ ایک ضخیم تاریخ ہے۔ نسخہ ناقص الطرفین ہونے کے باعث اس کا نام اور مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ اس کا ابتدائی عنوان "ذکر لشکر کشیدن سلطان بار دیگر بولایت ترکستان دران اوان کہ سلطان محمد خوارزمشاہ بہ طوی سلطان عثمان اشتغال داشت" اور آخری عنوان "ذکر حکومت معزالدولہ احمد بن بویہ در سنہ اثنی و عشر وثلثماۃ" ہے۔ نسخے کی ابتدا اس عبارت سے ہو رہی ہے: تقدیم مشورت خوارزم شاہ باسپاہی ہمہ یکدل و آہن گسل۔

☆ حقایق الدقایق (فارسی' نظم)' شمارہ ۴۴' نستعلیق ' بقلم ملا خیر محمد بن حاجی ولاسا خان در قریہ آب جلیل از دیہات ہرات' چودہویں صدی ہجری' ناقص الاول۔

یہ مثنوی مولانا روم کا انتخاب ہے جو ان کے ایک مرید احمد رومی نے کیا ہے۔ دیکھیے: مشترک ج ۳ ' ص ۱۴۵۴۔

☆ خلاصہ المعارف (عرفان' فارسی' نثر)' شمارہ ۶۔۷

سید آدم بنوری نقشبندی (م ۱۰۵۳ھ) کی معروف تصنیف ہے۔ جسے انہوں نے دو حصوں میں لکھا ہے۔ پہلے حصے میں کتاب لکھنے کا سبب وہ یوں بتاتے ہیں:

"چون اکثر اوقات بعضی یاران اظہار داعیہ می کردند کہ چیزی از حقایق و معارف اہل عرفان و سلوک ایشان تحریر افتد و فقیر بنا بر نظر عجز و افتقار حال خود بہ ادای آن جرأت نمی کرد۔ اکنون کہ درسنہ ہزار و سی و پنجم (کذا) قصد سفر مبارک حرمین غالب آمد و نیز بہ خاطر رسید کہ حضرت ••• خواجہ احرار ••• فرمودہ است کہ طریقہ حضرات خواجگان را آسان ندانند ••• فلاجرم خواست کہ قبول آن التماس یاران نماید ••• پس کلمات چند در سلوک ظاہری و معارف اسرار باطنی از قدسیہ و انسیہ و از فقرات ونفحات و رشحات و از کتب وتصانیف اکابر کہ بغایت متبرک و معتبراند و مشتمل بر بعضی حقایق و دقایق غریبہ نزد یاران صحبت حاضر بودند منتخب طور مرقوم می کردند و پارہ معارف زواید کہ مد آنہا نبود نیز در کتاب ••• مندرج خواہد شد"۔

ترجمہ: چونکہ اکثر اوقات بعض احباب کہتے رہتے تھے کہ اہل عرفان و سلوک کے حقائق و معارف میں کوئی چیز لکھی جائے لیکن فقیر اپنی عاجزی کے باعث یہ فرمائش پوری کرنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ لیکن اب جب ۱۰۳۵ ہجری میں حرمین شریفین کا مبارک سفر درپیش ہے اور دل میں یہ خیال بھی آیا کہ حضرت خواجہ (عبیداللہ) احرار نے فرمایا ہے کہ حضرات خواجگان کے طریقے کو آسان نہیں جاننا چاہیے تو ناگزیر احباب کی درخواست مان لی ۔ پس ظاہری سلوک سے چند کلمات اور باطنی اسرار کے معارف (خواجہ محمد پارسا کے رسالہ) قدسیہ' (مولانا یعقوب چرخی کے) انسیہ' (خواجہ احرار کے) فقرات' (جامی کی) نفحات (الانس) اور (کاشفی کی) رشحات (عین الحیات) اور دیگر اکابر کی کتب اور تصانیف سے جو کہ بے حد معتبر اور متبرک ہیں اور کچھ نادر حقائق و دقایق جو حاضرباش احباب بطور انتخاب نقل کر لیتے تھے اور اس کے علاوہ کچھ اور معارف جو ان

احباب کے پاس نہیں تھے' اس کتاب میں درج ہوں گے"۔

کتاب کا پہلا حصہ ۱۰۳۷ھ کے اوائل میں مکمل ہوا۔ کتاب کے دوسرے حصے کے بارے میں مصنف نے حصہ اول کے آخر میں نہایت اہم وضاحت اور ہدایت تحریر کی ہے' وہ لکھتے ہیں۔

"این درویش در عبادت و علم ظاہر چندان دخلی نداشت۔ بہرکیف ہرچہ بہ تقاضای وقت میسر شد و بی گاہش بہ خاطر رسید' بہ التماس بعضی طالبان در قلم آمد و نیک روشن است کہ عبارت آرائی و تکلف نمائی از تقوی و تصوف دور است ... چون در جلد ثانی این کتاب بغایت معارف غامضہ وارد شدہ است' سعی لازم است کہ ہرکہ نقل کند بتوجہ تمام بہ مقابلہ اصل موافق سازد۔ در نقل کمی و زیادتی نکنند تا باشد کہ بہ نور فیض کریمہ والذینھم لامانم داعون مستفیض کردند چراکہ چنان اسرار پر دقایق واقع شدہ اند کہ بہ تغیر لفظی بلک حرفی تغیر معاملہ می گردد و سخن از جای بہ جای می رود"۔

ترجمہ: اس درویش کو عبادت اور ظاہری علم میں چنداں دخل نہیں ہے۔ بہرکیف وقت کے تقاضے کے مطابق جو کچھ میسر ہوا اور خیال میں آیا احباب کی درخواست کے پیش نظر سپرد قلم کر دیا گیا۔ یہ بات اچھی طرح واضح ہے کہ عبارات آرائی اور پر تکلف تحریر کا تقوی اور تصوف سے کوئی تعلق نہیں۔ چونکہ اس کتاب کی دوسری جلد میں بہت ہی مشکل معارف تحریر ہوئے ہیں لہٰذا کوشش لازم ہے کہ جو کوئی بھی (یہ جلد) نقل کرے نہایت توجہ کے ساتھ اصل کے ساتھ مقابلہ کر کے اس کے مطابق بنائے' نقل میں کمی و بیشی نہ کرے' شائد اس طرح آیہ شریفہ والذینھم لامانم کا فیض اس کے شامل حال ہو۔ کیونکہ ایسے پر دقایق اسرار و رموز واقع ہوئے ہیں کہ محض ایک لفظ بلکہ ایک حرف بدل دینے سے پوری بات بدل جائے گی اور بات کچھ سے کچھ بن جائے گی۔

خلاصتہ المعارف کا حصہ اول (شمارہ ۶) ایک مجموعے میں صفحہ ۲ تا ۵۰۵ نقل ہوا ہے۔ یہ خط نستعلیق میں ہے اور تیرہویں صدی ہجری میں کتابت ہوا ہے۔ اسی مجموعے میں صفحہ ۵۰۶ تا ۵۲۵ نماز جمعہ کے بعد چہار رکعت نماز کو نصف کر کے پڑھنے کے بارے میں ایک عربی و فارسی رسالہ تحریر ہوا ہے۔ مصنف کا نام درج نہیں ہے۔ لیکن میرے خیال میں اس کا تعلق سلسلہ مجددیہ سے ہے' کیونکہ ایک جگہ اس نے حضرت آدم بنوری کا حوالہ یوں دیا ہے: آنچہ حضرت شیخ

معزالدین ابو عبداللہ سید آدم علیہ الرحمہ می فرمودہ اند اینکہ بعضی در دیار ما بعد از ادای نماز جمعہ چہار رکعت فرض پیشین احتیاطاً می گذارند، خطا می کنند" (صفحہ ۵۱۶) یعنی حضرت شیخ ••• آدم فرماتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں جو لوگ نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد نماز ظہر کے چار رکعت فرض احتیاطاً پڑھتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں۔ مصنف ایک اور جگہ لکھتا ہے: "برین تقدیر در مصریت سرھند و کابل وامثالہما ہیچ شک نیست" (ص ۵۶۶) یعنی اس طرح سرہند اور کابل اور اس طرح کی آبادیوں کی مصریت (شہر ہونے) میں کوئی شک نہیں ہے۔ مصنف نے آگے چل کر ایک پتے کی بات لکھی ہے: "پس برین تقدیر می توان گفت کہ امثال بنور و انبالہ و سلطان پور و شاہجہان پور و گجرات و جلال آباد و تالقان و قندوز بلاشک و شبہ مصرباشد و چہار گانی ظہر را نباید کہ درانہا گذارند زیرا کہ این مواضع و قصبات و بلاد مذکور را اہل ہند در عرف خویش شہری نامند و از جملہ شہرھا تعداد می کنند۔ اگرچہ اھل روم و شام مصر ندانند زیرا کہ نمی دانندو شنیدہ اند" ۔ یعنی اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ بنور، انبالہ، سلطان پور، شاہجہان پور، گجرات، جلال آباد، تالقان اور قندوز جیسی بستیاں بلاشک و شبہ مصر (شہر) ہیں اور وہاں نماز ظہر کے چار رکعت فرض نہیں پڑھنے چاہیں کیونکہ مذکورہ دیہات، قصبات اور شہروں کو اہل ہند اپنے عرف میں شہر ہی نام دیتے ہیں اور انہیں شہروں میں شمار کرتے ہیں۔ اگرچہ اہل روم و شام انہیں شہر نہیں سمجھتے کیونکہ وہ نہیں جانتے اور نہ ہی انہوں نے ان کے بارے میں کچھ سن رکھا ہے۔

اس رسالے کی ابتدا اس عبارت سے ہوتی ہے: "الحمدللہ ••• فقد اکثرو السوال منی جمع من الاخوان الذین لابدلی من اجابتہم ان تکتب لنا روایات عدیدہ فی تصنیف (کذا) صلوۃ الاربع التی بعد الجمعہ لتایید قول سیدنا وشیخنا علیہ الرحمہ ••• وضممت الیہ من درر الفراید و غرر الفواید و رتبتہ علی خمسہ ابواب"۔

مذکورہ پانچ ابواب کی تفصیل اس طرح ہے: ۱۔ روایات و منقولات ۲۔ تحریرات ۔ ۳۔ فواید مناسبات و حاصل مرویات ۴۔ ترجمات و تعبیرات ۵۔ حاصل رسائل مخالفین۔

اب ہم دوبارہ خلاصۃ المعارف کی دوسری جلد (شمارہ نسخہ ۷) کی طرف لوٹتے ہیں۔ یہ نسخہ اسحاق نامی کاتب نے شیخ محمد امین بدخشی کے حکم پر کتابت کیا۔ اور یہ وہی نسخہ مجددی ہے جس کا ذکر مشترک ج ۳، ص ۱۴۳۶ پر ہوا ہے۔ نسخہ کے ابتدا میں محمد امین بدخشی کا ایک خط یا ہدایت

نامہ خلاصہ المعارف کے کاتبوں کے نام درج ہوا ہے جس میں تاکید کی گئی ہے کہ خلاصۃ المعارف کی جلد دوم کی نقل تیار کرتے وقت کسی قسم کی تحریف، تصحیف اور تصریف سے اجتناب کیا جائے۔

شیخ آدم نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ اس کتاب میں ایسے مشکل ترین دقایق و حقایق کی تشریح کی گئی ہے جو کسی غیر کی تقلید کیے بغیر میسر ہوئے ہیں۔ جلد دوم کا آغاز اس عبارت سے ہوتا ہے: ال م ھ و۔ الحمدلله رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین حمدا کثیرا۔

کتب خانہ خیریہ میں خلاصہ المعارف کے کچھ اور نسخے بھی موجود ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

☆ جلد اول، شمارہ نسخہ ۳۳، بخط نستعلیق، کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں، بارہویں صدی کا خط دکھائی دیتا ہے۔ ۳۴۸ صفحات۔

☆ جلد دوم، شمارہ نسخہ ۳۴، یہ نسخہ ناقص الطرفین ہے اور اس کا کاتب نسخہ ۳۳ سے مختلف ہے۔ بخط نستعلیق، ۲۲۲ صفحات۔ ابتدائی سطور: "استعداد ہم خدمت امیر خسرو دہلوی ست"۔ اور خاتمہ اس عبارت پر ہوتا ہے" جذبہ قادریہ در اوائل حال از روحانیت حضرت شیخ عبدالقادر جیلی یافتہ ام اما ..."۔

☆ جلد اول، شمارہ نسخہ ۳۵، بقلم محمد عالم مجددی سرہندی فاروقی، ۱۳۲۶ھ، مکمل نسخہ ہے۔

☆ رقعات: (فارسی۔ نثر)، شمارہ ۱۴، خط شکستہ، بارہویں صدی ہجری۔

نسخہ درمیان اور آخر سے ناقص ہونے کے باعث کتاب اور مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ اس کتاب کی پانچویں فصل " در جواب رقعات یاران و محبان کہ بہ قصد اختلاط و محبت و اصلاح در خط وانشا نوشتہ بودند"

☆ ظواہر: (تذکرہ، فارسی، نثر)، شمارہ ۳۱، نستعلیق، تیرہویں صدی ہجری کا خط، ۹۰ صفحات

شیخ محمد عمر چمکنی نے اپنے شیخ طریقت شیخ سعدی لاہوری (م ۱۱۰۸ھ) کا یہ تذکرہ ۱۱۱۲ھ میں لکھا۔ ملاحظہ ہو: مشترک ج ۱۱، ص ۹۳۷۔

ہمارا نسخہ اول و آخر سے ناقص ہے۔ ابتدا اس عبارت سے ہوتی ہے: "وبہ صحیح وجہ

فردماندگی و درماندگی نیسند" اور اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے" در مرض الموت ایشان بہ لاہور رقیم مارا در خلوت"۔

☆ فتوحات المکیہ والفیوضات المدنیہ: (عرفان، عربی و فارسی، نثر)، شمارہ ۱۷

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے اس خود نوشت نسخے کا مفصل احوال ہم علیحدہ مقالے میں بیان کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو: عارف نوشاہی، "شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا ایک نایاب مجموعہ تحریرات: فتوحات المکیہ والفیوضات المدنیہ"، فکر و نظر، اسلام آباد، صفر۔ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ/جولائی ۔ ستمبر ۱۹۹۴ء، صفحات ۷۵۔۸۷، یہاں تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اس ضمن میں ایک وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ سید صغیر حسن معصومی کا ایک مقالہ بہ عنوان "شیخ محدث دہلوی کی ایک نادر و نایاب بیاض" ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی یادگاری مجلدہ، کراچی ۱۹۸۶ء صفحات ۳۵۱۔ ۳۶۴ میں شامل ہے۔ اس مقالے سے معلوم ہوا کہ زیر بحث نسخہ ۱۹۶۳ء میں حاجی عبداللہ مرحوم کے ذاتی کتب خانہ واقع کلکتہ میں موجود تھا اور معصومی صاحب نے اسے وہیں دیکھا تھا۔ معصومی صاحب نے اس نسخے میں شامل ایک تحریر سے غلط طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس بیاض کا نام بدرقہ الایمان ہے۔ اس بیاض کا نام فتوحات المکیہ والفیوضات المدنیہ ہی ہے۔ یہ نام خود شیخ محدث نے اپنے قلم سے تحریر کیا ہے جس کا اقتباس ہم اپنے مقالے میں دے چکے ہیں۔

☆ فواتح: (عرفان، فارسی، نثر)، شمارہ ۲۹، نستعلیق، بقلم خواجہ محمد نعیم نقشبند قطبی قادری چشتی اویسی"

یہ وہی نسخہ مجددی ہے جو میرے حوالے سے مشترک ج ۳، ص ۱۷۶۱ میں "فواتح" کے نام سے درج ہوا ہے۔ وہاں مصنف کا نام سیف اللہ معروف بہ خواجہ محمد نعیم ۰۰۰ بعہد محمد شاہ (۱۱۳۱۔ ۱۱۶۱ھ) لکھا ہے، لیکن اب وہی نسخہ دوبارہ دیکھا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ کتاب فواتح کا فارسی ترجمہ ہے۔ مترجم کا نام معلوم نہیں ہے، البتہ وہ محمد شاہ کا مرید تھا مترجم نے اپنے پیر اور جواہر خان نامی شخص کی تعریف مقدمے میں کی ہے اور انہی کے ایما پر یہ فارسی ترجمہ کیا۔

کو مرا باعث برین تحریر شد
تا فواتح فارسی تقریر شد

خواجہ محمد نعیم رسالے کا کاتب ہے۔

☆ قران السعدین: (تذکرہ، فارسی، نثر)، شمارہ ۱۸، نستعلیق، بقلم غلام محمد بمقام پشاور، ۱۶ ربیع الاول ۱۲۰۵ھ، ۲۰۲ صفحات۔

حاجی محمد سعد بن محمد قادری شطاری نقشبندی لاہوری کے حالات و عبادات و اوراد پر یہ کتاب محمد رفیع بن محمد اسلم عباسی قادری نقشبندی نے ۱۱۶۳ھ کے لگ بھگ تصنیف کی۔ اس کتاب میں درج واقعات و حالات میں سے بعض کا مشاہدہ خود مصنف نے کیا ہے اور بعض دیگر شیخ لاہوری کے قریبی مریدوں سے سنے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: مشترک ج ۱۱، ص ۹۶۸۔

☆ محبوب المصطفیٰ شرح تکملہ الایمان: (فارسی، نثر)، شمارہ ۲۷، نستعلیق، تیرہویں صدی، مکمل نسخہ۔

شاہ فقیر اللہ شکارپوری کی کتاب تکملہ الایمان کی فارسی شرح محمد فیض اللہ بن ملا شہت قندہاری نے لکھی ہے۔ اسی شارح نے شکار پوری کی کتاب براہین النجات کی بھی مفصل شرح لکھی ہے اور وہ چاہتا تھا کہ براہین النجات کی ایک ترجمہ نما شرح بھی لکھے اور اس کا نام مرغوب المجتبیٰ رکھے۔

محبوب المصطفیٰ پانچ فصلوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ آیہ کریمہ ان اللہ و ملایکتہ ... کے لطائف کے بیان،

۲۔ درود کی فضیلت پر احادیث،

۳۔ درود پڑھنے کی برکت کی واقعات،

۴۔ درود پڑھنے کے مواقع،

۵۔ مصنف نے جو درود لکھا ہے اس کی فضیلت اور منزلت۔

آغاز: ای خالق بیچون کہ کمند طویل خیال از وصول بہ عتبہ بارگاہی ثنای کبریائی حضرت ذات تو محروم ابد است۔

☆ مراتب فنا: (عرفان، فارسی، نثر)، شمارہ ۲۲

از میرابو العلا احراری اکبر آبادی۔ یہ وہی نسخہ مجددی ہے جس کا ذکر مشترک ج ۳ ص ۱۹۰۲ پر ہوا ہے۔

☆ مصباح الھدی (عرفان' فارسی ' نثر' شمارہ ۴۰ ' نستعلیق' تیرہویں صدی ہجری ' ۹۰ صفحات۔

یہ ایک ہندو عارف ولی رام بنوالی کی تصنیف ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: مشترک ج ۳ ص ۱۹۲۸ ہمارا نسخہ ناقص الاول ہے اور اس کے خاتمے پر دیوان مغربی سے انتخاب دیا گیا ہے۔

☆ مقامات داؤدی : (تذکرہ' فارسی' نثر' شمارہ ۲۰

عبدالباقی بن جان محمد قادری نے یہ تذکرہ شیخ داود کرمانی شیر گڑھی (م ۹۸۲ھ) کے حالات و مقامات پر لکھا ہے۔ یہ وہی نسخہ مجددی ہے جس کی تفصیل مشترک ج ۱۱ ص ۹۱۳ میں درج ہو چکی ہے۔

☆ مکتوبات ابوالعلا : (عرفان' فارسی ' نثر' شمارہ ۲۳

میر ابوالعلاء احراری کے خطوط کا یہ وہی نسخہ مجددی ہے جس کی تفصیل مشترک ج ۱۱' ص ۲۰۱۵ میں آ چکی ہے۔

☆ مکتوبات غلام محی الدین قصوری : (عرفان' فارسی' نثر' شمارہ ۲۶

۴۹ خطوط کا یہ مجموعہ پہلے ذخیرہ مجددی میں تھا جس کی تفصیل مشترک ج ۳ ص ۱۹۹۸ پر درج ہوئی ہے۔

☆ معیار الکشوف : (عرفان' فارسی' نثر' شمارہ ۳۹ ' نستعلیق' تیرہویں صدی ہجری' ۳۰۸ صفحات ' ناقص الاخر۔

شیخ سعد الدین احمد انصاری کابلی (م ۱۲۲۵ھ) کی تصنیف ہے جن کے حالات و مقامات پر ایک کتاب نشاۃ القدس کا ذکر آگے آئے گا۔ معیار الکشوف ' حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے بعض مکاشفات کی تردید میں ہے۔ مصنف نے اس سلسلے میں یہ وضاحت کی ہے:
"بر ضمیر ... برادر دینی و زادہ مادر یقینی میر سید احمد بخاری مشھود می دارد کہ چون استفسار از کلمات

مکتوبات و احوال و مقامات شیخ احمد سرہندی فرمودہ بودند کہ شیخ مذکور فرمودہ کہ سلوک من ورای انفس و آفاق است ۔ عزیز من اکثر اقوال او از قاعدہ و قانون و روش و سلوک متصوفین و حضرات اولیای متقدمین گوشہ گیری وارد' بلکہ اکثر سخنان وی مہمل و محال است ••• چنانچہ شیخ محدثین حضرت شیخ عبدالحق دہلوی در حین حیات باوی در کشوفاتش معارضات نمودہ و رسالہ در محلات ایراد وی نیز ترتیب فرمودہ و کشف او را منظور نداشتہ و قبول ننمودہ ۔ و عزیز دیگری از علما و مشایخ برہان پور بقول شیخ عبدالحق دہلوی متفق آمد لیکن ہیچ یکی حجج و براہین در رد وی در تحریر نیاوردہ اند ۔ بعضی از سخنان وی مطابق کشوفات حضرات متقدمین است و موافقت بہ کتاب و سنت دارد و بعضی سخنان او سزاوار تاویل است و بعضی از کشوفات وی در کمال خطا است و سزاوار تاویل نیست و نامقبول است"۔

ترجمہ : دینی بھائی ••• میر سید احمد بخاری پر واضح ہو چونکہ اس نے شیخ احمد سرہندی کے مکتوبات کے (بعض) کلمات اور احوال و مقامات کے بارے میں پوچھا ہے کہ شیخ (سرہندی) نے فرمایا ہے کہ میرا سلوک انفس و آفاق سے ماورا ہے۔ میرے عزیز (میر سید احمد بخاری) جان لو کہ شیخ سرہندی کے اکثر اقوال متقدمین اولیا اور صوفیا کے قاعدے اور قانون اور طریقے اور سلوک سے میل نہیں کھاتے بلکہ ان کی اکثر باتیں مہمل اور محال ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ محدثین شیخ عبدالحق دہلوی نے ان کی زندگی ہی میں ان کے مکاشفات کے سلسلے میں ان پر اعتراضات کیے تھے اور اس موضوع پر ایک رسالہ بھی لکھا اور شیخ سرہندی کے کشف کو قبول نہیں کیا۔ برہان پور کے علما و مشایخ میں سے بھی ایک عزیز نے شیخ عبدالحق دہلوی کی بات سے اتفاق کیا۔ لیکن ان حضرات میں سے کسی ایک نے بھی دلائل کے ساتھ شیخ سرہندی کی تردید نہیں لکھی ۔ شیخ سرہندی کی بعض باتیں متقدمین حضرات کے مکاشفات اور کتاب و سنت کے مطابق ہیں اور ان کی بعض باتوں کی تاویل کی جانی چاہیے' لیکن بعض مکاشفات تو بے حد غلط ہیں جن کی نہ تاویل کی جا سکتی ہے نہ انہیں قبول کیا جا سکتا ہے۔

معیار الکشوف کے دوسرے نسخے کے لیے دیکھیے: مشترک ج ۳ ص ۱۹۵۸۔

☆ مفرح القلوب : (اخلاق ' عربی' نثر) ' شمارہ ۲۴ ' بخط نسخ' تیرہویں صدی' ۷۶۹ صفحات' آخر سے بظاہر ایک ورق کم ہے۔

یہ خواجہ محمد معین کشمیری (م ۱۰۸۵ھ) کی تصنیف ہے جنہوں نے دیباچہ میں اپنا شجرہ نسب یوں تحریر کیا ہے: محمد معین بن خواجہ خواوند (کذا' خاوند) محمود بن خواجہ میر سید شریف بن خواجہ محمد ضیاء الدین بن خواجہ میر محمد بن خواجہ علاء الدین خاوند خواجہ حسین بن علاء الدین مشتہر بہ عطار ختن' مصنف نے اس کتاب کے دو اور نام بھی لکھے ہیں ایک مرقعہ القلوب اور دوسرا تحفہ الکاملین جس سے سال تصنیف ۱۰۷۰ھ برآمد ہوتا ہے۔ یہ کتاب ایک سو گیارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے پانچ ابواب کی تفصیل اس طرح ہے۔ ۱۔ علم اور اس کی فضیلت ۲۔ قاری اور اس کی فضیلت ۳۔ عظمت قرآن ۴۔ تصوف اور صوفی ۵۔ محبت و شوق و رضا وانس ۔ آخری باب متفرق حکایتوں پر مشتمل ہے۔

آغاز: الحمدللہ الذی قصم بالموت رقاب الجبابرۃ

یہ کتاب عربی میں ہے اور اس کا اندراج غلطی سے مشترک ج ۳' ص ۱۹۱۳ میں فارسی کتاب کے طور پر ہو گیا ہے۔

☆ مناقب شیخ رحمکار: (پشتو' نظم)' شمارہ ۴۸ ' نسخ' تیرہویں صدی ہجری' ۱۴۴ صفحات۔

شائد شمس الدین نامی شاعر کی تصنیف ہے۔ کتاب کی ابتدا اس شعر سے ہوتی ہے:

ثنا دایم د سبحان چہ رحیم دی ھم رحمان

شیخ رحمکار معروف بہ کاکا صاحب (م ۱۰۶۳ھ) صوبہ سرحد کے مشہور بزرگ ہیں۔ ان کے خلفا میں خواجہ شمس الدین ہروی نے شیخ کے مناقب پر کتاب "اسرار السالکین" لکھی لیکن یہ فارسی میں ہے۔ دیکھیے: اعجاز الحق قدوسی' تذکرہ صوفیاے سرحد' لاہور' ۱۹۶۶ء ' صفحہ ۳۱۴۔

☆ نتائج الحرمین: (تذکرہ' فارسی ' نثر) شمارہ ۳۰' نسخ' تیرہویں صدی ہجری' ۳۹۸ صفحہ

محمد امین بدخشی نے جو شیخ آدم بنوری (م ۱۰۵۳ھ) کے مرید تھے یہ تذکرہ حضرات مجددیہ کے حالات و مناقب میں تحریر کیا ہے۔ دیکھیے: مشترک ج ۱۱ ص ۹۰۶۔

☆ نشات القدس: (تذکرہ' فارسی' نثر)' شمارہ ۴۵' نستعلیق' تیرہویں صدی ' ۶۴۷ صفحات۔

مصطفیٰ بن محمد ابراہیم ہروی نے یہ تذکرہ ۱۲۲۳ھ میں لکھا۔ یہ افغانستان کے ایک نامور صوفی اور مجذوب شیخ سعد الدین احمد انصاری کابلی (م ۱۲۲۵ھ) کے حالات و تصانیف اور شطحیات

پر مبسوط کتاب ہے۔ مصنف ۱۲۲۶ھ تک اس پر اضافے کرتا رہا۔ ہروی نے اس تذکرے میں شیخ انصاری کی بتیس تصانیف کے نام لکھے ہیں۔ ان کا دیوان شورش عشق حیدر آباد دکن سے چھپ چکا ہے۔ نشأت القدس کی تلخیص "یک مرد بزرگ" کے نام سے کابل سے شائع ہوئی ہے۔
راقم السطور نے نشأت القدس سے استفادہ کرتے ہوئے دو مقالات شائع کیے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

عارف نوشاہی، "سلسلہ قدسیہ کے علما اور مصنفین" المعارف، لاہور، اگست ۱۹۸۳ء، صفحات ۳۳۔۳۷

عارف نوشاہی، "حضرت شیخ سعد الدین احمد کابلی کا سفر حرمین براستہ پنجاب"، سہ رود، لاہور، شمارہ ۶، جولائی ۱۹۸۸ء، صفحات ۲۴۔ ۲۷

☆ ☆ ☆

مقالے کے اس دوسرے حصے میں مجموعہ ہائے رسائل کا ذکر کیا جاتا ہے۔

☆ شمارہ ۳ میں حسب ذیل تیرہ رسائل ہیں:

۱۔ نعم المعیار و المقیاس فی معرفت مراتب الناس: (عرفان، عربی، نثر)، ص ۲۔۷
آغاز: الحمدللہ الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم۔
از علی بن حسام الدین الشہیر بالمتقی (۸۸۵ ۔ ۹۷۵ھ)۔

۲۔ سلوک الطریق اذا فقد الرفیق: (عرفان، عربی ۔ نثر)، ص ۸۔ ۱۲
از علی متقی ۔ آغاز: الحمدللہ ... اما بعد فہذہ رسالہ سمیتہا سلوک ... یعنی المرشد و ادنی قائد تہا۔

۳۔ ھدایہ ربی عند فقد المربی: (عرفان، عربی، نثر)، ص ۱۳۔ ۲۳
از علی متقی ۔ انہوں نے اپنے ہی رسالے سلوک الطریق کی شرح لکھی ہے۔
آغاز: الحمدللہ ... اما بعد فہذہ رسالہ سمیت ھدایہ ... کالشرح للرسالہ المسمات سلوک الطریق۔

۴۔ شرح کلمات القدسیہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ : (عرفان' عربی' نثر) ' ص ۲۴۔ ۲۹

شارح کا نام عزالدین محمود بن علی بن ابی طاہر کاشی ہے۔ شارح نے حضرت علی کے "حقیقت" کے بارے میں اقوال کی تشریح کی ہے۔

آغاز : سال کمیل بن زیاد رضی اللہ عن امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ عن الحقیقہ فقال ما الحقیقہ۔

۵۔ رسالہ حقیقت (عربی ۔ نثر)' ص ۲۹۔ ۳۸۔

(کمال الدین عبدالرزاق بن ابی القاسم کاشی نے "حقیقت" کے بارے میں لکھا ہے۔

آغاز : قال المولی الاعظم کمال الحق والدین ••• اعلم ان الحقیقہ حینما ہوالشیی الثالث۔

زیر بحث نسخے کے صفحات ۳۹ تا ۵۱ ذکر جہر کے اثبات اور رد میں قدیم کتب سے اقتباسات دیے گئے ہیں۔

۶۔ مقصود الصالحین : (عرفان ' فارسی ' نثر)' ص ۵۲۔ ۶۹

مصنف کا نام خواجگی درویش ہے جو اس سے پہلے علم سلوک پر مقلہ الانسان نامی غیر مرتب رسالہ لکھ چکے تھے۔ مقصود الصالحین چار فصلوں پر مشتمل ہے۔ ۱۔ بیان علم ۲۔ بیان عمل ۳۔ بیان اخلاص ۴۔ بیان پیر' مصنف نے جابجا عمدہ اشعار کا استعمال کیا ہے۔ بعض اشعار مولانا روم اور شیخ سعدی کے ہیں۔

آغاز: الحمدللہ علی نوالہ ••• می گوید اضعف العباد خادم العباد خواجگی درویش ••• این ضعیف پیش ازین رسالہ در علم سلوک نبشتہ و آن را مقلہ الانسان نام کردہ ترتیب نداشت۔

۷۔ مقصود الحافظین : (تجوید' فارسی ' نثر) صفحہ ۷۲۔ ۱۵۱

غیاث الدین بن سید کمال الدین نے ابو المظفر محمد کامران بہادر غازی کے لیے تصنیف کی۔ مصنف مقدمے میں لکھتا ہے: چون حضرت ••• ابوالمظفر محمد کامران بہادر الغازی ••• بہ خیمہ جلال و سعادت و نصرت بلدہ لاہور را منور ساختہ بہ تلاوت کلام رب العزت اشتغال می نمودند بہ تالیف رسالہ کہ در بیان مخارج حروف و قواعد کہ مر قرآن خوانان را می باید دانستن و یاد گرفتن اشارت فرمودند ۔ بنابران بقدر وسع و امکان این رسالہ را در قرأت امام عاصم و بروایت دو راوی او کہ ابوبکر و حفص اند جمع کردہ شدہ"۔

ترجمہ: جب حضرت ••• ابوالمظفر محمد کامران بہادر غازی نے جلال و سعادت و نصرت کے خیمہ کے ساتھ لاہور شہر کو منور کیا (یعنی جب وہ لاہور میں عارضی طور پر رکا) تو تلاوت قرآن میں مشغول رہتا تھا اور (مجھے) مخارج حروف اور ایسے قواعد پر رسالہ لکھنے کا حکم دیا جن کا جاننا اور سیکھنا قرآن خوانوں کے لیے ضروری ہے ۔ لہٰذا میں نے اپنی ہمت اور امکان کے مطابق یہ رسالہ امام عاصم کی قرأت کے بیان میں اس کے دوراویوں ابوبکر اور حفص کی روایت کے مطابق مرتب کر دیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مشترک ج ا ص ۱۳۶۔

اس رسالے کے آخر میں کاتب کا نام امان اللہ بن فضل اللہ صدیقی لکھا ہے۔ پورا مجموعہ رسائل سوائے آخری رسالہ کے اسی کاتب نے تحریر کیا ہے۔

۸۔ قواعد القرآن: (تجوید، فارسی، نثر)، صفحہ ۱۵۲ ۔ ۲۲۲۔

حافظ یار محمد بن خدایداد سمرقندی نے اسے عبداللہ بہادر خان شیبانی کے عہد میں تصنیف کیا۔ مصنف نے مقدمے میں بیان کیا ہے: "این فقیر حافظ یار محمد بن خدایداد سمرقندی مدت مدید مطالعہ علم قرآن و تجوید و علم تفسیر کردہ و ملازمت استادان ثقہ کہ در ماوراء النہر و بلاد خراسان بودہ اند، نمودہ و از ایشان اجازہ عالیہ حاصل کردہ۔ پس چیزی از این علم کہ تعلق بہ تجوید قرآن داشت و مخصوص بود بہ قرأت عاصم و راویان وی کہ ابوبکر و حفص است ذکر کردیم"۔

ترجمہ: اس فقیر حافظ یار محمد بن خدایداد سمرقندی نے بہت عرصہ قرآنی علوم، تجوید اور تفسیر کا مطالعہ کیا اور ماوراء النہر اور خراسان کے ثقہ استادوں کی خدمت میں رہا اور ان سے اجازت حاصل کی ۔ پس جن اکتسابات کا تعلق تجوید قرآن اور قرأت عاصم جس کے راوی ابوبکر اور حفص ہیں، سے تھا ان کا ذکر ہم نے اس رسالے میں کیا ہے۔

مصنف نے فصل معانقات میں لکھا ہے: بدانکہ آنچہ حضرت استاد مغفور مرحوم قدوۃ المحققین اعنی مولانا ناصر الدین الہروی قدس سرہ جمع کردہ اند از معانقات قرآن ہژدہ موضع است۔

ترجمہ: جاننا چاہئے کہ حضرت استاد مغفور مرحوم قدوۃ المحققین مولانا ناصر الدین ہروی کی جمع کردہ معلومات کے مطابق معانقات قرآن کے اٹھارہ مقام ہیں۔

ہمارا نسخہ آخر سے ناقص ہے اور بارہواں باب چل رہا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: مشترک ج ۱ ص ۱۲۴۔

۹۔ درۃ الفرید فی التجوید: (تجوید، فارسی، نثر)، صفحہ ۴۳۸۔ ۴۶۳

ہمارے نسخے میں مصنف کا نام صرف حافظ کلاں درج ہوا ہے۔ مشترک ۱۱۶/۱ میں حافظ کلان بن بدر الدین قاری سمرقندی درج ہوا ہے۔ بعہد عبداللہ بہادر خان شیبانی حاکم ماوراء النہر (۹۹۱ ۔ ۱۰۰۶ھ) تصنیف ہوا۔

۱۰۔ درالکلم وطم الحکم: (عربی، نثر و نظم)، ص ۴۶۶ ۔ ۵۵۶ ناقص الآخر۔

از عبدالخالق بن ہاشم بن محمد ۔ اس رسالے میں مدح حضرت رسول اکرم بیان ہوئی ہے۔ کتاب کے آخری حصے میں کسی قصیدے کے مشکل عربی الفاظ کی فارسی لغت درج ہوئی ہے۔

آغاز: الحمدللہ الاحد الواحد الصمد مصور السماء ۔

☆ شمارہ ۱۵ ۔ اس مجموعے میں حسب ذیل دو کتابیں ہیں، ذخیرہ کے آخر میں تاریخ کتابت ۲۹ صفر ۹۷۹ھ ہے۔

۱۔ ذخیرۃ الملوک: (اخلاق، فارسی، نثر)، ص ۱۔ ۳۷۴

میر سید علی ہمدانی کی مشہور تصنیف، ایران سے شائع ہو چکی ہے اور پاکستان میں اس کا اردو ترجمہ چھپ چکا ہے۔ کتاب کے بارے میں دیکھیے: مشترک ج ۴، ص ۲۳۳۶

۲۔ جادۃ العاشقین: (تذکرہ، فارسی، نثر)، ص ۳۷۶ ۔ ۵۹۹

شرف الدین حسین خوارزمی نے یہ تذکرہ اپنے والد و شیخ طریقت کمال الدین حسین خوارزمی (م ۹۵۸ھ) کے حالات و مقامات میں ۹۷۰ھ میں لکھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: مشترک ج ۱۱ ص ۸۵۰۔ اس نسخے کا کاتب بھی وہی ہے جس نے ذخیرۃ الملوک کتابت کی ہے۔ ذخیرہ کی تاریخ کتابت ۹۷۹ھ ہے اس طرح گویا جادۃ العاشقین اپنی تصنیف سے تقریباً نو سال بعد کتابت ہوئی اور یہ اس کتاب کا معلوم ہونے والا قدیم ترین نسخہ ہے۔

☆ شمارہ ۱۶۔ رسائل کشمی

ہم اس نسخے کا (جس میں آٹھ رسالے ہیں) مفصل تعارف پہلے کرا چکے ہیں ۔ ملاحظہ ہو:

عارف نوشاہی، "محمد ہاشم کشمی کے بعض فارسی رسائل کی بازیافت"، فکر و نظر، اسلام آباد، محرم۔ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ / جولائی ۔ ستمبر ۱۹۹۳ء، صفحات ۷۳۔ ۸۶، یہاں اس امر کا اضافہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مجموعہ رسائل میں شامل کشمی کے ایک رسالے حلیہ رسول اللہ کو راقم السطور نے تہران سے شائع کر دیا ہے ۔ ملاحظہ ہو: علی اصغر محمد خانی، نامہ شہیدی، تہران، ۱۳۷۴ شمسی / ۱۹۹۵ء، صفحات ۵۸۲ ۔ ۶۰۲، نامہ شہیدی پچاس تحقیقی مقالات کا مجموعہ ہے جو دانشگاہ تہران کے فاضل استاد ڈاکٹر سید جعفر شہیدی کی پچاس سالہ علمی خدمات کے اعتراف میں ان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حلیہ رسول اللہ کا متن بھی اس میں شامل ہے۔

☆ شمارہ ۲۵، نستعلیق، چودہویں صدی ہجری، اس مجموعے میں دو رسالے ہیں ۔ ہمارے پیش نظر نسخے میں یہ خواجہ محمد عبداللہ معروف بہ خواجہ خرد سے منسوب ہوئے ہیں۔

۱۔ نور توحید (عرفان، فارسی، نثر)، صفحہ ۱۔ ۳۷

وہی نسخہ مجددی ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے مشترک، ج ۳، ص ۲۰۸۳ ۔ ۲۰۸۵، بالخصوص مسلسل شمارہ ۱۱۱۴۳۔

۲۔ راز و نیاز: (عرفان، فارسی، نثر)، صفحہ ۴۳ ۔ ۸۵

وہی نسخہ مجددی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، مشترک ج ۱ ص ۱۴۷۲۔ ۱۴۷۳

☆ شمارہ ۲۸، اس مجموعے میں دو رسالے ہیں:

۱۔ ملفوظات شریفہ: (عرفان، فارسی، نثر)، ورق ۱۔ ۳۴ ب ۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے چالیس روزہ ملفوظات ہیں جو مولانا غلام محی الدین قصوری نے جمع کیے ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: مشترک ج ۳، ص ۲۰۳۰ ۔ پیش نظر نسخے کا کاتب ابراہیم بن میاں کھیوا سکنہ باہلیوڈن ہے۔

۲۔ رسالہ در مناقب شیخ ابوالحسن خرقانی: (مناقب، فارسی، نثر)، ورق ۳۵ ب۔ ۴۳ ب مصنف کا نام درج نہیں ہے۔ ابتداء: چنین فرمودند کہ ہزار منزل است روندگان را بہ خدا۔

☆ شمارہ ۳۷۔ اس مجموعے میں دو رسالے ہیں۔

رسالہ آخوند درویزہ: (فارسی' نثر)

مصنف مقدمے میں لکھتا ہے: "فصلی چند در ایثار عبادات و استغفار از معصیات و نامشروعات از روایات کتب معتبرات و منقولات عالی درجات جمع کردہ شد۔ یہ کتاب انیس فصلوں پر مشتمل ہے۔ ۱۔ ایمان ۲۔ آداب صلوۃ ۳۔زکوۃ ۴۔ روزہ ۵۔ حج ۶۔امر معروف و نہی منکر ۷۔ سلام ۸۔نکاح ۹۔ ذبح کردن ۱۰۔ فضیلت زراعت۔

خط نستعلیق' تیرہویں صدی ہجری' ورق ۱ تا ۳۸ الف۔ اس کے بعد ورق ۳۸ الف تا ۵۴ ایک مجہول الاسم فارسی رسالہ تحریر ہوا ہے۔ جس کا پہلا باب کسب کی فضیلت اور ثواب کے بیان میں ہے۔ دوسرا باب حلال کو حرام سے الگ کرنے کے بیان میں اور چوتھا باب بادشاہوں کے اموال کے بارے میں ہے۔ یہ نسخہ مجددی ہے۔

☆ شمارہ: ۴۱۔ اس مجموعے میں تین الگ الگ مصنفین کے تین رسالے ہیں۔ احمد حسین خان امروہوی بن محمد عباس علی خان قادری نقشبندی نے ۱۳۱۰ھ میں انہیں یکجا کر کے حدیقہ معرفت نام دیا اور مرتب کا کہنا ہے کہ یہ شیخ محمد ہادی کی تصانیف کا مجموعہ ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ نسخہ پہلے ذخیرہ مجددی میں تھا۔

۱۔ مثنوی معدن فیض (عرفان' فارسی)' ص ۳۔ ۱۰۱

یہ شاہ محمد حسن اشرف سہروردی قادری الہ آبادی (م ۱۲۶۵ھ) کی مثنوی ہے۔ وہی نسخہ جو مشترک ج ۸' ص ۱۲۶۵ میں مذکور ہوا ہے۔

۲۔ مثنوی غریب نامہ: (عرفان' فارسی)' ص ۱۰۳۔ ۱۱۱

شاہ غلام احمد قادری متخلص بہ احمد۔ دیکھیے مشترک ج ۸ ص ۱۴۸۴۔

۳۔ مراتب الوجود (عرفان' فارسی' نثر)' ص ۱۱۱۔ ۱۴۵

ہمارے نسخے میں مصنف کا نام محمد بن نور الدین الخلیفہ الخفری "مولدا الشیرازی موطنا" لکھا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو' مشترک ج ۳' ص ۱۹۰۳ء۔

☆ ۴۲۔ یہ مجموعہ بخط نستعلیق ہے اور ۷ ذیقعدہ ۱۱۴۵ھ میں کتابت ہوا۔ اس میں دو رسالے ہیں۔

۱۔ وجود العاشقین، (عرفان، فارسی، نثر)، ورق ۱۔ ۲۴

از سید محمد گیسو دراز، دیکھیے مشترک ج ۳، ص ۲۰۹۸

۲۔ عشقیہ: (عرفان، فارسی، نثر)، ورق ۲۵ ۔ ۶۴

حمیدالدین ناگوری سے منسوب ہے۔ دیکھیے مشترک ج ۳، ص ۱۶۹۸

☆ شمارہ ۴۳ ۔ یہ مجموعہ بخط نستعلیق ہے اور عبدالرحیم قادری نے ۲۳ رمضان ۱۲۴۱ھ میں کتابت کیا۔ اس میں حسب ذیل رسائل ہیں۔

۱۔ اسماء اصحاب بدر (رجال، عربی، نثر)، ورق ۱ ۔ ۴

۲۔ چہل حدیث در مناقب السادات (فارسی، نثر)، ورق ۵۔۵۵

از شیخ شہاب الدین احمد دولت آبادی ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: مشترک، ج ۲، ص ۱۱۹۱۔

۳۔ مائۃ عامل (قواعد زبان، فارسی، نظم) ۔ ورق ۵۷ ب ۔ ۶۰ الف

عبدالقاہر جرجانی کے عربی رسالے کا فارسی ترجمہ ہے اور کئی دفعہ چھپ چکا ہے۔

آغاز:

بعد توحید خداوند و درود مصطفیٰ
نعت آل پاک پیغمبر رسول مجتبیٰ

۴۔ قواعد الفقہیہ (عربی ۔ نثر)

از سید فقیہ الدین ۔ یہ مائۃ عامل کی شرح ہے۔

آغاز: الحمدللہ الذی جعل العلم وسیلہ الی نیل الدرجات۔

۵۔ رسالہ قواعد زبان (عربی ۔ نثر)، ورق ۷۳ ۔ ۹۰

از شیخ الامام الزاہد الحسن علی بن محمد بن ابراھیم الضریری القهندزی ۔

آغاز: الحمدللہ ... قال شیخ الامام ... اعلم ان کلام العرب قسم علی ثلثہ اقسام۔

☆ شمارہ ۴۹ ۔ بخط نستعلیق، تاریخ کتابت ۷ جمادی الاول ۱۱۱۶ھ ۔ یہ نسخہ کرم خوردہ ہے مگر اس پر موی کاغذ چڑھا کر بہ طریق احسن محفوظ کر دیا گیا ہے ۔ اس میں دو کتابیں شامل ہیں:

۱۔ زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین (تذکرہ، فارسی، نثر)، ورق ۱ ۔ ۱۱۸، ناقص الاول۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس میں علی بن حسام الدین متقی (م ۲ جمادی الاول ۹۷۵ھ) اور شیخ عبدالوہاب متقی، (م ۱۰۰۱ھ) کا تذکرہ تین "مقصد" میں لکھا ہے ۔ مقصد اول میں علی متقی کا تذکرہ پانچ ابواب میں اور مقصد ثانی میں عبدالوہاب متقی کا تذکرہ بھی پانچ ابواب میں تحریر کیا ہے۔ کتاب کے مقصد سوم میں حرمین شریفین کے ان مشایخ و فقرا کا تذکرہ ہے جن سے مصنف نے وہاں ملاقات کی تھی۔ شیخ محدث دہلوی کا یہ اہم تذکرہ تاحال شائع نہیں ہوا۔ دیگر نسخوں کے لیے دیکھیے: مشترک ج ۱۱، ص ۸۶۴۔

۲۔ منہاج العارفین (عرفان، فارسی، نثر)، ورق ۱۱۹ ۔ ۱۲۱

مصنف نامعلوم ہے۔ وہ لکھتا ہے: "این چند سخن از کلام معرفت جمع آوردہ شد و آن را منہاج العارفین نام نہادہ"۔

آغاز: حمد بے حد و ثنای بے عدد مر آفریدگارے راست کہ سینہ عارفان را مخزن اسرار خود ساختہ۔

☆ شمارہ ۵۰، بخط نستعلیق، کاتب کا نام مٹا دیا گیا ہے مگر تاریخ کتابت رجب ۱۲۷۶ھ موجود ہے۔ اس میں دو رسالے ہیں۔

۱۔ مرغوب القلوب (عرفان، فارسی، مثنوی)، شمس تبریزی کی معروف اور مطبوعہ مثنوی ہے۔ جس کا مطلع یہ ہے:

بگویم حمد رب العالمین را
عطا کو کرد برما عقل و دین را

دیکھیے: مشترک ج ۷، ص ۴۰۹

۲۔ ارشاد الطالبین (عرفان، فارسی، نثر)، ناقص الاخر ہے۔

جلال الدین محمد بن محمود تھانیسری (م ۹۸۹ھ) کا معروف رسالہ ہے۔ دیکھیے مشترک ج ۳، ص ۱۲۴۱۔

☆ رسائل محمد گل زکوڑی۔ شمارہ ۵۱

اس مجموعے میں محمد گل بن رضا نقشبندی نوحانی زکوڑی (صوبہ سرحد) کے متعدد رسالے ہیں۔ پہلے دس رسالے غلام سرور شیخ پہاڑ پوری نے کتابت کیے ہیں۔ آخری دو رسالے کسی اور کاتب سے ہیں۔ یہ نسخہ ابتدا سے ناقص ہے اور پرانے صفحہ شمار کے مطابق شروع کے ایک سو دس صفحات مفقود ہیں۔ ہم یہاں پرانے صفحہ شمار ہی کا حوالہ دیں گے۔

۱۔ رسالہ منع الاشارۃ فی رد الانارۃ (عربی)، صفحہ ۱۱۱۔ ۱۲۴
تاریخ کتابت ۵ ربیع الاخر ۱۳۵۴ھ۔

۲۔ رسالہ در تحقیق عاق استاد و والدین و نماز خلف فاسق۔
(فارسی، صفحہ ۱۲۵۔۱۲۷

آخر میں صوبہ سرحد کے دیگر علماء کی تائیدات بھی شامل ہیں۔

۳۔ رسالہ در تحقیق تکرار جماعت در مسجد (عربی)، صفحہ ۱۲۹۔ ۱۳۳

۴۔ رسالہ در کراہت ذکر جلی (عربی، فارسی، اردو)، صفحہ ۱۳۳ ۔ ۱۵۱
تاریخ کتابت ۲۷ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ۔

۵۔ رسالہ در تحقیق عصر و مغرب (فارسی)، صفحہ ۱۵۲۔ ۱۸۸

ابتدا: الحمدلله ۔ بعضی از علمای این زمان در ابتدای وقت عصر استفسار از چند امور ازین راقم الحروف کردہ بودند۔

۶۔ رسالہ در استخفاف کنندہ بہ صور انبیا و بہ صور اللہ و حکمہ حکم ا لکفر : (فارسی)' ص ۱۸۹۔ ۱۹۴

۷۔ رسالہ تحقیق جواز صلوۃ بلاکراھت خلف متہم بفسق : (فارسی)' صفحہ ۱۹۵۔ ۲۰۰

یہ محمد حسن زکوڑی کی تصنیف ہے۔

۸۔ رسالہ فی تحقیق کتاب القاضی الی القاضی : (فارسی)' صفحہ ۲۰۱ ۔ ۲۰۴

ابتدا : الحمدلله ۔ آنچہ این فقیر را از کتب فقہیہ معلوم شدہ آن است کہ مقصود از مشروعیت کتاب القاضی الی القاضی آن است کہ حکم برغائب لازم نیاید۔

۹۔ رسالہ در تحقیق اینکہ ہندوستان دارالسلام است : (فارسی)' صفحہ ۲۰۴ ۔ ۲۰۵۔

اس موضوع پر علاقہ سرحد کے علماء کی تائیدات بھی شامل ہیں۔

۱۰۔ رسالہ منع ذکر بالجہر و بیعت نساء : (فارسی)' صفحہ ۲۰۶ ۔ ۲۲۱

ابتدا : الحمدلله ۔ بعضی لمذ ابناء این زمان کہ خود را از خواص می شمارند و فی الحقیقت از عوام این زمان اند۔

۱۱۔ مکتوبات محمد حسن زکوڑی (فارسی)' ۱۳ ورق

۱۲۔ رسالہ در رد وہابیت (فارسی)' ۲ ورق۔

ابتدا : الحمدلله ۔ اما بعد می گوید بندہ عاصی ... بدترین فرقہ ھای مبتدعین فرقہ وھابیہ اند ۔

☆ رسائل احمد بن اسماعیل قندھاری ' شمارہ ۵۲ ' بخط نستعلیق ۔ بقلم ملا ابو بکر علی خیلی ساکن توپ خانہ۔

مصنف، نور محمد قندھاری مجددی کا مرید تھا اور ۱۲۳۳ھ میں بقید حیات تھا۔ اس مجموعے میں اس کے تین رسالے ہیں۔

۱۔ تعلیم السلوک (عرفان، فارسی، نثر) یہ میاں عبدالحکیم کاکڑ کے کسی رسالے کی شرح ہے۔ ایک اور نسخے کے لیے دیکھیے: مشترک ج ۳، ص ۱۳۵۵۔

۲۔ رسالہ فی توحید وجودی و شہودی (عرفان، عربی و فارسی، نثر) ۵۳ صفحات۔

آغاز: سبحان من تنزہ عن شیونات الصور والاشکال و تقدس۔

۳۔ رسالہ فی توحید وجودی و شہودی (عرفان، عربی و فارسی، نثر) ۷۰ صفحات

اسی موضوع پر مصنف کا دوسرا رسالہ ہے جس کی ابتدا اس عبارت سے ہوتی ہے: سبحانہ وحدہ لا شریک لہ لامثل لہ۔

☆ شمارہ ۵۳۔ یہ نہایت اہم اور قیمتی مجموعہ رسائل ہے۔ یہ پہلے ذخیرہ مجددی میں تھا اور اس میں شامل فارسی رسائل، مشترک میں متعارف ہو چکے ہیں۔ ہم یہاں صرف اضافی معلومات درج کریں گے۔ اس میں حسب ذیل رسائل موجود ہیں۔

۱۔ شرح لوائح جامی (عرفان، فارسی، نثر) ورق اب۔ ۵۰ ب، دیکھیے مشترک، ج ۳، ص ۱۸۵۹۔

۲۔ شرح قصیدہ میمیہ خمریہ فارضیہ، جامی (فارسی، نثر) ورق ۵۲ ب۔ ۷۷الف،

دیکھئے: مشترک ج ۳، ص ۱۸۵۰ بالخصوص مسلسل شمارہ ۹۹۹۲

۳۔ الہامات غوثیہ (عرفان، عربی، نثر) ورق ۷۸ ب۔ ۸۶ ب۔

آغاز: الحمدللہ کاشف الغمہ الصلوۃ علی نبیہ خیرالبریہ اما بعد فقال اللہ تعالی لی یاغوث الاعظم المتوحش عن غیراللہ۔

اس رسالے میں وہ عبارتیں درج ہوئی ہیں جو بقول مصنف حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کو خدا کی طرف سے الہام ہوئی تھیں۔

۴۔ منازل السایرین (عرفان، عربی، نثر)، ورق ۹۶ ب ۔ ۱۳۹ الف، تاریخ کتابت ۲۱ جمادی الثانی، ۱۱۶۹ھ ہے۔ یہ شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری ہروی کی تصنیف ہے۔

۵۔ تسنیم المقربین فی شرح منازل السایرین (عرفان، فارسی، نثر) ورق ۱۳۹ الف ۔ ۱۴۶ الف،

یہ شرح شمس الدین محمد تبادکانی طوسی (م ۸۹۱ھ) نے لکھی ہے ۔ دیکھیے، مشترک ج ۳، ص ۱۳۵۰۔

۶۔ لمحات عراقی (عرفان، فارسی، نثر) ورق ۱۴۷ الف ۔ ۱۷۳ ب ۔ دیکھیے، مشترک ج ۳، ص ۱۸۴۱ مسلسل شمارہ ۹۹۲۰۔

۷۔ شرح تحفہ مرسلہ یا تحفہ المرسلہ الی النبی (عرفان، عربی، نثر)، ورق ۱۷۵ ب ۔ ۱۷۹ ب

تحفہ مرسلہ شیخ محمد بن فضل اللہ برہانپوری کی تصنیف ہے ۔ شارح کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ ابتدائی کلمات یہ ہیں: الحمدللہ رب العالمین۔

۸۔ مراتب ستہ (عرفان، فارسی، نثر)، ورق ۱۸۰ ب ۔ ۱۸۲ ب۔

یہ رسالہ مولانا عبدالرحمان جامی سے منسوب ہے ۔ البتہ یہ ان کی کوئی جداگانہ تصنیف نہیں ہے بلکہ ان کی کتاب نقد النصوص کے مضامین قطع و برید کیے گئے ہیں۔

دیکھیے مشترک ج ۳، ص ۱۸۹۹۔

۹۔ لوایح جامی (عرفان، فارسی، نثر) ورق ۱۸۵ الف ۔ ۱۹۴ الف، یہ نسخہ ۱۱۳۹ھ میں کتابت ہوا ۔ دیکھیے: مشترک ج ۳، ص ۱۸۵۴ مسلسل شمارہ ۱۰۰۳۸، وہاں جو تاریخ کتابت (۱۱۶۴ھ) درج کی گئی ہے وہ دراصل مجموعے کے ایک دوسرے رسالے کی ہے۔

۱۰۔ لوایح جامی کا ایک اور نسخہ ہے، ورق ۱۹۵ ب ۔ ۲۰۳ ب، مگر یہ ناقص

الآخر ہے۔

۱۱۔ گلدستہ حقیقت (عرفان، فارسی، نثر)، ورق ۲۰۴ ب ۔ ۲۲۲الف ۔ عزیز اللہ حسام بنارسی کبروی کی تصنیف ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے : مشترک، ج ۳، ص ۱۸۲۳

۱۲۔ جام جہان نما (عرفان، فارسی، نثر)، ورق ۲۲۴ب ۔ ۲۳۲ ب، یہ نسخہ ۱۸ صفر ۱۰۷۸ کو جوناگڑھ سورت میں لکھا گیا۔ یہ محمد شیرین مغربی (م ۸۰۹ھ) کی معروف تصنیف ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے : مشترک، ج ۳، ص ۱۳٦۷ مسلسل شمارہ ۷۵۰۹۔

۱۳۔ تسویہ بین الفاعل والقابل مع ترجمتہا (فلسفہ، فارسی، نثر)، ورق ۲۳۵الف ۔۲۵۸ ب۔از شیخ محب اللہ الہ آبادی (م ۱۰۵۸ھ)۔ دیکھیے، مشترک ج۲، ص۹۴٦۔

۱۴۔ ضیاء توحید (عرفان، فارسی، نثر)، ورق ۲۵۹ الف ۔ ۲۷۵ الف ۔ کتاب کے ترقیمہ کی یہ عبارت قابل توجہ ہے: "تمام شد رسالہ عالیہ از مصنفات شیخ محمد البروی اللاھوری ثم الدھلوی بخط نصراللہ و در زعم فقیر مولف متن و شرح ایشان شیخ محمدی فیاض مرید حضرت شیخ محب اللہ آلہ آبادی است" اور حاشیے پر کسی نے یہ اختلاف دے دیا ہے "شاید کہ شرح این رسالہ از شیخ محمد لاہوری باشد"۔ نیز دیکھیے: مشترک، ج ۳، ص ۱٦۷۹

۱۵۔ مکتوبات محب اللہ الہ آبادی (عرفان، فارسی، نثر)، ورق ۲۷۷ الف ۔ ۲۸۵ ب ۔ دیکھیے: مشترک، ج ۳، ص ۲۰۰۸ ۔ ۲۰۰۹۔

۱٦۔ شرح ساکھی بابا کبیر موسوم بہ موھی (کذا)، (عرفان، فارسی، نثر)، ورق ۱۹۰ ب ۔ ۱۹۱ ب، یہ نسخہ ناقص الآخر ہے ۔ بابا کبیر کے ہندی شلوکوں کی محی الدین نے ۱۱۵۸ھ میں فارسی میں شرح لکھی ہے ۔ شارح مقدمہ میں لکھتا ہے کہ ایک دن وہ اپنے دوستوں کے ساتھ حضرت رکن الدین فردوسی کی درگاہ کی زیارت سے واپس آ رہا تھا۔ راستے میں ایک شخص بے حد سریلی آواز میں بابا کبیر کے

شلوک پڑھ رہا تھا۔ تمام سامعین اور مجلس کو ذوق و شوق اور وجد و سماع ہوا۔ جب سب کو افاقہ ہوا تو میرے بیٹے احمد اللہ نے مجھ سے درخواست کی کہ یہ کسی عارف کا کلام معلوم ہوتا ہے لہٰذا اس کی تشریح آیات اور اسلاف کے اقوال کے مطابق ہونی چاہیے۔ بابا کبیر کے پہلے دوہے کا مطلع یہ ہے:

اے جیو اپسو کیان بچارو / کو پر کہ کوناری (کذا)

۱۷۔ شرح خطبہ المعروفہ بالشقشقیہ (عربی ' نثر) ورق ۲۹۳ ب ۔ ۳۰۶ الف ' حضرت علیؓ کے خطبے کی شرح ہے۔ شارح کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

آغاز: اما واللہ لقد لقمصہا فلان و انہ لیعلم

۱۸۔ شواہد نجیبی (عرفان' فارسی ' نثر) ' ورق ۳۰۷ الف ۔ ۳۲۵ الف ۔ نجیب الدین انیٹھوی کی تصنیف ہے ۔ دیکھیے : مشترک ' ج ۳' ص ۱۶۷۲۔

۱۹۔ انیس العاشقین (عرفان' فارسی ' نثر) ورق ۳۲۵ ب ۔ ۳۳۱ ب ' ناقص الاخر ہے ۔ مجتبی بن مصطفیٰ لاہرپوری (م ۱۰۸۴ ھ) کی تصنیف ہے ۔ دیکھیے ' مشترک ' ج ۳' ص ۱۲۹۷۔

اوراق ۳۵۴ تا ۳۶۵ "ذات" کے بارے میں تین چھوٹے چھوٹے رسائل ہیں اور مصنف کا نام من منم (کذا) درج ہوا ہے ۔ ورق ۳۶۵ ب تا ۳۶۷ الف تصوف پر ایک اور رسالہ (آغاز: اما بعد بر ضمائر ارباب بصائر پوشیدہ نماند کہ احوال روح بر اکثر اھل عالم مخفی است) اور ورق ۳۶۸ ب تا ۳۶۹ ب شاہ شرف الدین یحیی منیری کا ایک رسالہ (آغاز: الحمد للہ رب العالمین کہ موجود نیست مگروی و درود بر رسول کہ مقصود نیست مگروی) تحریر ہوا ہے۔

اس پورے مجموعے کے سرورق پر رجب ۱۱۶۹ ھ کی مکتوبہ ایک یاد داشت اس مجموعے کے رسائل کے بارے میں تحریر ہوئی ہے۔

حواشی

۱۔ اس پارے کے بارے میں پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب نے اپنی کتاب "آخری پیغام "مطبوعہ کراچی ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ حضرت بابا جی رحمہ اللہ علیہ' صاحب کتابخانہ کے والد ماجد ہیں۔ دربار عالیہ مرشد آباد شریف انہی کا بسایا ہوا ہے۔ ان کا انتقال بروز جمعہ کیم شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۹۸۹ء کو ہوا۔ راقم الحروف رمضان ۱۴۱۴ھ میں سفر پشاور کے دوران حضرت کی تربت پاک اور وہاں زیر بحث پارہ اول کے نسخے کی زیارت سے شرف یاب ہو چکا ہے۔ یہاں ایک لطیف نکتے کی طرف اشارہ کرتا چلوں۔ عربی اور فارسی برصغیر کی علمی اور ثقافتی زبانیں رہی ہیں ۔ عربی' مدرسوں اور علماء کی زبان تھی اور فارسی ' خانقاہوں اور صوفیا کی ۔ یہی وجہ ہے کہ ہم آج بھی خانقاہوں میں جائیں تو فارسی کے آثار باقیہ ملتے ہیں۔ اب جب کہ ہمارے ہاں فارسی زبان کا چلن قریب قریب ختم ہوتا جا رہا ہے' یہ دیکھ کر حیرت اور مسرت ہوئی کہ حضرت بابا جی کے مزار کا کتبہ فارسی زبان میں ہے یہ علامہ محمد فیض احمد فیض خطیب و مفتی دربار عالیہ گولڑہ شریف ضلع اسلام آباد کا نتیجۂ فکر ہے اور گوہر قلم (لاہور) نے لکھا ہے چونکہ فارسی کے آثار' نوادر کا حکم رکھتے ہیں ہم یہاں اس کتبہ کے اشعار نقل کر رہے ہیں:

قبلہ عشاق باشد روے دوست
مسجد و محراب شان ہم کوے اوست

جذبہ عشق است ساری در جہان
رو فاحببت ان اعرف را بخوان

این سخن آید نہ ہرگز در بیان
باز گویم از فراق دوستان

آہ مرد حق محمد جان گذشت
عاشق آن سرور دوران گذشت

عشق پیغمبر غذاے جان او
بس ہمین سرمایہ ایمان او

شد نصیبش خدمت خلق خدا
این بود ہم شیوہ اہل صفا

صد ہزاران رحمت ایزد تعال

بر وجودش هم مزار و جمله آل

خاصه فرزندش که نیک افعال او

باشد اندر نامه اعمال او

این عطاے حق بود بر بندگان

که بود اولاد شان از صالحان

خلفش عبدالله جان مرد خدا

صبر و اجر او را بود بے انتہا

از طفیل فخر کونین آنجناب

این دعاے فیض باشد مستجاب